www.KitaboSunnat.com

تذکرۂ ایام

ام عبدالرب

آہ ——— والد محترم

(مولانا عبدالرحمٰن کیلانی)

زیر نظر مضمون مرحوم کی سب سے چھوٹی صاحبزادی (زوجہ مولانا عبدالقدوس سلفی، جو طالبات کی معروف دینی درسگاہ "مدرسہ تدریس القرآن والحدیث" کی مدیرہ ہیں کے آپ کی وفات پر فوری تاثرات و جذبات پر مشتمل ہے۔ باوجود اس کے کہ یہ مضمون کچھ ذاتی حوالوں اور یادوں پر مبنی ہے، قارئین کے لئے بصیرت افروز ہے۔ مولانا عبدالرحمٰن کیلانی کے تفصیلی حالات، کتب کا تعارف، معمولات زندگی اور دینی و جماعتی خدمات کا تعارف "مستقل نمبر" میں ملاحظہ فرمائیے۔ (ادارہ)

ابا جان مرحوم و مغفور ۱۱۔ نومبر ۱۹۲۸ء میں پیدا ہوئے اور ۱۸۔ دسمبر ۱۹۹۵ء کو بروز پیر عشا کی نماز ادا کرتے ہوئے داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔

بظاہر یہ کتنا مختصر سا جملہ ہے۔ عین اسی طرح آپ کی وفات اور نزع کا وقت بھی اسی قدر مختصر تھا۔ مسجد میں آپ کے ساتھ کھڑے نمازی کے بیان کے مطابق: میں پہلی صف میں دائیں جانب کھڑا تھا۔ جب اقامت ہوئی۔ نماز شروع ہونے پر ایک نمازی آئے۔ میرے دائیں جانب تھوڑی سی جگہ تھی جہاں وہ کھڑے ہونا چاہتے تھے مگر جگہ کی تنگی کے باعث وہ دوسری صف میں چلے گئے اگرچہ وقت کے اعتبار سے مولانا کیلانی صاحب اس کے بعد آئے مگر وہ اپنے مختصر وجود کی بنا پر اس جگہ فٹ ہوگئے۔ جبکہ مجھے بھی بالکل تنگی محسوس نہ ہوئی۔ انہوں نے قیام رکوع، قومہ، اور سجدہ بھی بالکل صحت مندانہ حالت میں ادا کیا۔ لیکن سجدہ میں مجھے ان کا جسم ڈھیلا یا سکڑتا ہوا محسوس ہوا اور کچھ لمبے سانس لینے کی آواز آئی۔ جس کے بعد وہ سجدہ سے اٹھ نہ سکے۔ میں نے اس صورتحال کے پیش نظر سلام پھیر دیا اور دوسرا سجدہ نہیں کیا۔ پیچھے سے آنے والے ایک اور نمازی کو جس نے ابھی نماز شروع نہ کی تھی، مدد کے لئے بلایا۔ ہم دونوں مل کر حاجی صاحب کو اٹھا کر صف سے پیچھے لے آئے۔ پانی پلایا جو اندر نہ جاسکا۔ بلکہ انہوں نے کچھ سانس لئے جن کے ساتھ ہونٹوں اور زبان کی بناوٹ کچھ اس طرح تھی کہ "اللہ اکبر" کے الفاظ نکلتے محسوس ہوئے، ویسے صرف بناوٹ ہی نہیں بلکہ کسی قدر آواز بھی تھی۔ اس کے بعد ان کی نبض خاموش ہوگئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلی صف، انتہائی دائیں جانب، باوضو، مسجد، سجدہ کی حالت، اللہ تعالیٰ سے انتہائی قربت کا مقام اور میرے والد کا آخری کلام "اللہ اکبر" تھا۔ الحمدللہ علی ذلک حمدا کثیرا

مرحوم نے پس ماندگان میں چار بیٹے (۱) ڈاکٹر حبیب الرحمٰن کیلانی (۲) حافظ ڈاکٹر شفیق الرحمٰن کیلانی (۳) پروفیسر نجیب الرحمٰن کیلانی (۴) انجینئر حافظ عتیق الرحمٰن کیلانی اور چار بیٹیاں (۱) زوجہ مولانا عبدالوکیل علوی صاحب (۲) زوجہ حافظ عبدالرحمٰن مدنی صاحب (۳) زوجہ ڈاکٹر انعام الٰہی رانا صاحب (۴) زوجہ انجینئر عبدالقدوس سلفی صاحب اور ایک بیوہ (جن سے والدہ مرحومہ متوفیہ ۷ فروری ۱۹۸۸ء کی وفات کے بعد اباجان مرحوم نے نکاح کیا تھا۔ موصوفہ اباجان مرحوم کے سگے چچا مولانا حافظ عبدالحی مولف "مرآۃ القرآن" کی بیٹی ہیں) چھوڑی ہیں۔

والد گرامی مرحوم کی صحت ماشاء اللہ قابل رشک تھی۔ ۷۲ سال کی عمر میں بھی جوان اور صحتمند افراد ان سے چلنے میں پیچھے رہ جاتے۔ کمر میں کسی قسم کا خم نہ تھا۔ باوجود یہ کہ ساری عمر بیٹھنے والا کام کیا۔ پہلے کتابت اور پھر تصنیف و تالیف۔ مگر جسم ہلکا، سڈول پونے چھ فٹ قد کے ساتھ صرف ۵۵ کلو وزن تھا، کبھی پیٹ نکلا ہوا محسوس نہ ہوا، بیٹھے رہنے کے باوجود انہیں کبھی نظام انہضام میں گڑبڑ کی شکایت نہ تھی، کھانا عین وقت پر مل جائے خواہ روکھا سوکھا ہی ہو اور کھانا بھی ان کا بہت مومنوں والا تھا یعنی ایک چپاتی یا اس سے کم۔ کہا کرتے تھے: مومن ایک آنت میں کھاتا ہے۔

میں والد مرحوم کی سب سے چھوٹی بیٹی شادی کے بعد بھی ان کی شفقت سے وافر حصہ پاتی رہی۔ اور شادی کے بعد بھی میرا قیام لاہور میں والد صاحب کی جائے رہائش سے قریب ہی رہا۔

والد مرحوم کی بہت سی خوبیاں جن پر میں آج نظر دوڑاتی ہوں کہ آیا وہ ہم میں ہیں تو بس منہ سے دعا ہی نکلتی ہے کہ اے اللہ! ہمیں بھلائی کے کاموں میں والدین سے سبقت کرنے والا بنا۔ آمین! والدہ مرحومہ عموماً یہ دعا کیا کرتی تھیں:

﴿ ربنا ھب لنا من ازواجنا وذریتنا قرۃ اعین واجعلنا للمتقین اماما ﴾

آج اس دعا کے معانی سمجھ میں آتے ہیں اور شدت سے اسکی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

والد گرامی ؒ کی جوانی کا زیادہ حصہ تو میری نظر میں نہیں، لیکن جس عمر میں، میں نے آپ کو دیکھا تو بہت حلیم، بہت ملنسار اور بہت محبت کرنے والے پایا۔ حتیٰ کہ بڑی بہنیں کہا کرتیں کہ ہم اباجی سے اس طرح بولنے کی ہمت نہیں پاتے جس طرح تم بول لیتی ہو، تو میں کہتی یہ حوصلہ بھی تو مجھے اباجی کی شفقت نے ہی دیا ہے۔ چونکہ "مدرسہ تدریس القرآن والحدیث للبنات" جو میری والدہ مرحومہ کی دعاؤں کا فیض اور ان کی یادگار ہے، کا انتظام و انصرام میرے ہاتھ میں ہے۔ لہٰذا اباجان مرحوم سے مختلف انتظامی امور میں میری مشاورت رہتی تھی۔ عموماً مغرب کی نماز سے واپس آتے ہوئے میرے گھر کا چکر کاٹ کر جاتے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چند منٹ کے لئے آتے لیکن سارے دن کی کارگزاری کی رپورٹ لے اور دے کر چلے جاتے۔ بسا اوقات ابھی میں ابا جان کے لئے بیٹھنے کی جگہ درست کر رہی ہوتی کہ ابا جان رپورٹ سن کر واپس بھی چل دیتے۔ چند لمحات بھی ضائع نہ کرتے۔ اباجی بیٹھیں، چائے بنا دوں۔ کہتے: کیا بنانی ہے۔ اچھا لاؤ، میں دودھ ہی پی لیتا ہوں۔ میں اصرار کرتی: سیب کاٹوں۔ جواب دیتے: اوہو اسے تو وقت لگے گا۔ اباجی لے لیں۔ اچھا لاؤ میں ویسے ہی کھا لیتا ہوں اور ہاتھ میں پکڑا یہ گئے وہ گئے۔ تیز رفتار اتنے کہ اباجی کے ساتھ کہیں جانا ہوتا تو پہلے ہی دوڑیں لگانا شروع کر دیتے کہ ابھی وہ ہم سے آگے نکل جائیں گے اور پھر مڑ کر بھی نہ دیکھیں گے بھی۔ وقت کے پابند اتنے کہ میرے شوہر محترم (مولانا عبدالقدوس سلفی) فرماتے کہ آج کل اگر کسی کو دیکھ کر گھڑیاں ٹھیک کرتی ہوں تو اباجی ہیں۔

نماز کے پابند اتنے کہ شادی، غمی، دعوت، ضیافت، گھر میں یا باہر کسی قسم کا اجتماع ہوتا۔ ایک نظر گھڑی پر ڈالتے: اوہو نماز کا وقت ہے پھر یہ گئے، وہ گئے۔ پچھلے بلا رہے ہیں تو بلاتے رہیں۔ کبھی میری بات ذرا لمبی ہو جاتی اور نماز کا وقت آجاتا تو کہتے تم بیٹھو میں نماز پڑھ کر آ لوں پھر سنتا ہوں۔

ملنسار اتنے کہ برادری کی ہر غمی، خوشی اور ضرورت کے موقع پر حاضر ہوتے، خواہ کام سے فراغت کے بعد وہاں دو منٹ بھی نہ ٹھہرتے۔

سبک سار اتنے کہ لاہور میں ان کی سات اولادیں رہائش پذیر تھیں، ظہر سے شروع ہوتے تو عشاء تک سب گھروں کا چکر کاٹ کر مختلف امور نمٹا کر اور میل ملن کر کے واپس بھی پہنچ آتے۔

احسان کرنے والے اس قدر کہ ننھیال، ددھیال میں سے اکثر کو گھر میں رکھ کر پڑھایا لکھایا، ان کی تربیت کی، خاندانی پیشہ "کتابت" سکھلا کر ان کے مستقل روزگار کا بندوبست کر کے دیا۔ یہ تو ان کی وفات کے بعد ان کی شفقتوں سے محروم ہونے والوں کی باتوں سے اندازہ ہوا کہ انہوں نے برادری کے ہر ضرورت مند کی ضرورت کو الحمدللہ وبعونہ پورا کیا۔

حساب کے اس قدر صاف اور کھرے تھے کہ مدرسہ کے معاملہ میں حساب کرتے ہوئے کوئی روپیہ، دو روپیہ کا حساب رہ جاتا تو وہ صاف کئے بغیر آگے نہ چلتے۔ اگر کبھی میں کہہ بھی دیتی کہ اباجی متفرق خرچے ہو گئے ہیں تو کہتے بھئی متفرق کون سے؟ ان کا نام لو ناں، تاکہ معاملہ واضح ہو جائے۔

طبیعت کے اتنے سادہ کہ مدرسہ کے کام کرواتے کرواتے خود بھی مزدوروں والے کام کرنے لگ جاتے کہ دیکھنے پوچھنے کے لئے جو اتنی دیر کھڑا ہوں، وقت نہ ضائع ہو۔ کچھ کام ہو جائے۔

کفایت شعاری اتنی کہ گھر یا مدرسہ سے گزرتے لائٹیں، نلکے، پنکھے بند کرتے جاتے۔ فرماتے کہ "تبذیر" کیا ہے؟ یہی ناکہ ہال میں کوئی بھی بیٹھا نہیں اور لائٹیں چل رہی ہیں۔ اور "اسراف" کیا ہے؟ کہ دو بندے بیٹھے ہیں مگر چار ٹیوبیں جل رہی ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے ایک دفعہ صبح کی نماز کے لئے جگایا۔ ان کے منٹ منٹ کا حساب ہوتا تھا۔ اپنی طرف سے تو میں نے عین وقت پر جگایا جو ان کے جاگنے کا تھا۔ مگر شاید منٹ دو منٹ لیٹ ہوگئے۔ جاگے تو کہہ رہے تھے (انا للہ) جماعت تو فوت ہوگئی! مجھے تب سمجھ آئی کہ اچھا "جماعت" کا فوت ہونا بھی ایک ایسا نقصان ہے جس پر "انا للہ" پڑھنا چاہیے۔

حلال و حرام کا اس قدر دھیان رکھنے والے کہ محض رشوت کی بو محسوس کرنے پر فوج کی سروس چھوڑ دی۔ ساری عمر کرنٹ اکاؤنٹ رکھا۔ اور جب پہلی دفعہ لکھنے کے لئے قلم اٹھایا تو مالی معاملات اور حلال روزی کی اہمیت و فضیلت پر کتاب لکھی "اسلام میں ضابطہ تجارت" اور بعد میں کئی ایک اضافوں کے ساتھ یہ کتاب "تجارت اور لین دین کے اصول" نام سے دوبارہ طبع کرا کر شائع کی۔

"الکاسب حبیب اللہ" کے تحت ساری عمر محنت کی کمائی کی۔ اور سبحان اللہ! کمائی بھی کس طرح؟ ساری اولاد کو قرآن مجید کی کتابت کر کے روزی کھلائی پھر کیوں نہ اللہ تعالیٰ اولاد کو باعث فیوض و برکت بناتے۔ کاروبار اور تجارت میں ہمیشہ خسارہ رہا جس کی وجہ یہ تھی کہ کاروباری چالاکیاں اور تیزیاں ان کی سادہ طبیعت کے بالکل موافق نہ تھیں۔ ایک لفظ بولا کرتے تھے: کاروباری اولے (راز) ہم نہیں سیکھتے جو سیدھی اور کھری بات ہے، وہی کافی ہے۔

طبیعت کے حد درجہ سادہ اور صاف گو۔ کبھی ان کی بات دوسرے کو تکلیف دینا یا طنز کرنا نہ تھا، جو بھی بات کہنی ہوتی تھی دو ٹوک کہتے۔ کبھی مخاطب کو یہ الجھن نہ ہوتی کہ آپ یہ بات جو اب کہہ رہے ہیں، اس کا کیا مطلب ہے بلکہ وہی مطلب ہوتا جو الفاظ ہوتے اندر باہر سے بالکل ایک جیسے۔

ایک دفعہ مسجد سے آئے تو مجھے کوئی بات سنائی کہ فلاں نے یوں کہا، تو میں نے کہا: اباجی اس نے آپ کو بات لگائی ہے۔ لمبی سی "اچھا"۔ کہی اور بولے کہ اس نے بات لگائی ہے! تو میں نے تو اسے نہیں لگائی! کہا کرتے: تمہیں معلوم ہے جنت میں سیدھے سادے بھولے بھالے لوگ جائیں گے۔

بہت زیادہ جماعتی ذہن نہ تھا۔ جماعتی سیاست اور جوڑ توڑ کی باتیں عموماً میرے شوہر محترم سے سن لیتے مگر کبھی اس میں شامل نہ ہوتے۔ دراصل یہ میدان اباجی کی سادگی، کھری، وقت کی پابند اور وقت سے فائدہ اٹھا لینے والی طبیعت کے موافق نہ تھا۔

الحمد للہ نام، نمود یا بناوٹ سے بھی اللہ تعالیٰ نے بہت پاک رکھا ہوا تھا۔

یہی وجہ ہے کہ گمنامی میں الگ تھلگ رہ کر ہی جو وہ کام کر سکتے تھے کیا اور جس قدر اللہ تعالیٰ کو منظور تھا اللہ تعالیٰ نے ان سے لیا۔ کبھی کبھار کوئی جماعتی بزرگ ملاقات کے لئے آتے۔ جو اباجی سے مل کر خوش ہوتے یا ان کی تصانیف پر اچھا تبصرہ کرتے تو اباجی بہت سادگی سے میرے سامنے اس کا اچھا اظہار فرماتے۔ تو اس وقت مجھے حضرت ابوہریرہؓ یاد آجاتے جو رسول اکرم ﷺ سے سوال کرتے ہیں:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"یا رسول اللہ ﷺ" نماز پڑھتے ہوئے مجھے ایک بندے نے دیکھ لیا اس پر میں بہت خوش ہوا۔ یہ "ریا" تو نہیں؟ فرمایا ﷺ نے: یہ تیرے لئے دوہری بشارت ہے"۔

مختصر اور جامع گفتگو کرتے۔ اور یہ چیز ان کی تحریروں میں بھی عیاں ہے نیز تکرار اور تفصیل ان کے ہاں نہیں ملتی۔ یہی وجہ ہے کہ تقریر سے گریز فرماتے یا کرتے بھی تو وہ عوام الناس کی ذہنی سطح سے بلند ہوتی۔ صرف آدھ گھنٹہ میں اتنا کچھ سنا دیتے کہ ایک عام نمازی کو اسے سمجھنے کے لئے پورا دن درکار ہوتا۔ ایک دفعہ اعتکاف بیٹھے، جب گھر آئے تو سب افراد خوشی سے ان کے اردگرد اکٹھے بیٹھے۔ کوئی کہتا: ابا جی میرے لئے دعا کی؟ میرے لئے کی؟ کی، سب پوچھتے جاتے۔ میں نے پوچھا ابا جی! آپ نے میرے لئے کیا مانگا تھا۔ ایک لمبی سی سانس لے کر بولے: میں نے تو بس ایک ہی دعا مانگی ہے "سب کے لئے"

﴿ ربنا آتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النار ﴾

مالی حالت مستحکم ہونے کے باوجود دنیا کا سامان اکٹھا کرنا، گھروں کو بہت سنوارنا انہیں کبھی پسند نہ آیا۔ ابھی چار، چھ ماہ قبل کی بات ہے کہ ابا جی کو ایک مرتبہ خود اپنے کپڑے الماری سے نکالنے پڑے۔ اتفاقاً سارے کپڑوں پر نظر پڑ گئی۔ محترمہ "آپا جی" سے کہنے لگے: میرے اتنے سارے کپڑے ہیں، ان کا حساب کون دے گا؟

یوں تو اولاد پر والدین کی شفقتیں لامتناہی ہوتی ہیں مگر میرے ساتھ مدرسہ اور تدریس کی وجہ سے ابا جی کا ظاہری تعلق بھی بہت زیادہ تھا۔ ہماری آپا جی محترمہ (ابا جی کی بیوی) عموماً کہا کرتیں: اچھا اب باپ بیٹی بیٹھے ہیں۔ اب باپ بیٹی کی باتیں شروع ہیں۔

- اپنی زندگی کے آخری سات، آٹھ سال خصوصاً والدہ مرحومہ کی وفات کے بعد وہ اولاد کا بہت زیادہ خیال کرنے لگ گئے تھے۔ پہلے ابا جی کو زیادہ خیال نہ تھا مگر بعد میں ہمیشہ کوشش کرتے کہ ہمیں والدہ کی کمی محسوس نہ ہونے پائے۔ دوہری شفقت برتتے اور اس میں خصوصاً ہماری آپا جی محترمہ کی کوششوں کو بھی بہت دخل ہوتا۔ وہ بھی حتی الوسع ہماری خواہشات، ضروریات اور جذبات کو حقیقی والدہ کی طرح پورا کرتیں اور ابا جی سے بھی کرواتیں۔

مجھے ان کی بہت قربت، شفقت اور محبت نصیب ہوتی۔ آج ان کی بہت سی یادیں میرے ذہن میں گردش کر رہی ہیں۔ جن میں سے بعض میرے لئے باعث ندامت، بعض باعث محبت، بعض باعث سعادت اور بعض محض میرے غم میں اضافے کا باعث ہیں۔ دماغ کی سکرین پر ایک فلم چل رہی ہے، جو مجھے حالات اور ماحول سے بیزار اور اجنبی بنا رہی ہے اور یہی یادیں آخر جب یہاں ٹھہرتی ہیں کہ مسجد سے بھاگا بھاگا ایک لڑکا آیا اور کہنے لگا: باجی مسجد آجائیں، ابا جی کو پتہ نہیں کیا ہو گیا ہے! تو مجھے اپنا دل گھٹتا ہوا اور سانسیں رکتی ہوئی محسوس ہوئیں اور پھر وہ کچھ ہو گیا جو برحق ہے۔ مگر مجھے اب تک یقین نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آرہا کہ اتنا لمبا وجود اور اتنا صحت مند جسم اور پھر اتنی جلد جان بھی نکل جاتی ہے! یعنی کہ ساتھ کھڑے نمازی کی روایت کے مطابق ۳۰ سیکنڈ سے لے کر ایک منٹ تک کام ختم ہو چکا تھا۔

اباجی مرحوم کی طبیعت میں تشدد نہ تھا۔ مسئلہ بتانے کی بات ہوتی تو جہاں تک نرمی اور لچک ممکن ہوتی، اختیار کرتے۔ بلکہ کہتے کہ دین میں اتنی سختی نہیں کیا کرتے۔ پھر کہا کرتے: اللہ تعالیٰ سے سیدھا سادا آسان معاملہ رکھو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ سیدھا سادا آسان معاملہ رکھے گا اور پھر حدیث دھراتے "انا عندظن عبدی بی" نمازی کے بیان کے مطابق کہ مجھے یقین ہے، ان کی پہلے سجدے میں ہی روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی، باقی جو سانسیں یا الفاظ ان کے اٹکے ہوئے تھے وہ بعد میں نکل آئے اور پھر مجھے حدیث یاد آتی ہے کہ مومن کی روح اس طرح قبض ہوتی ہے جیسے مشکیزے سے پانی الٹ دیا جائے۔ بس مشکیزے سے پانی الٹنے جتنی دیر۔ اللہ اکبر!

اے اللہ تعالیٰ! جیسے ہماری ظاہری نظر دیکھتی ہے کہ تو نے ان کے ساتھ اتنا اچھا معاملہ کیا ہے۔ اے باری تعالیٰ تو بباطن اس سے بھی اچھا معاملہ کرنا! مجھے تو بس یوں لگتا ہے جیسے وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں حسن ظن رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا "حسن ظن" پورا کیا۔ سیدھا سادا، آسان، جلدی اور بس۔ بھاگتے بھاگتے مسجد جاتے اور آجاتے، اسی طرح بھاگتے بھاگتے ان کی یہ منزل بھی سبک سری سے طے ہوگئی۔

سب کہتے ہیں خوش نصیب ہیں کہ دو منٹ کی محتاجی بھی نہ جھیلی اور چند لمحوں کی بھی تکلیف نہ سہی حتیٰ کہ انہوں نے کسی سے پانی کا گلاس بھی نہیں مانگا۔ اللہ کرے (واقعی یہ خوشی ہو) مگر دل حسرت سے کہتا ہے کہ وہ تو خوش نصیب تھے مگر بدنصیبی تو ہماری ہے کہ باپ کی خدمت کا ایک لحظہ بھی میسر نہ آیا۔ لیکن وہ اولاد کی خدمتیں کرتے کرتے چلے گئے۔ ہم ان کی محبتوں، شفقتوں کو روئیں، اپنی ضرورتوں کو روئیں یا اس بدنصیبی کو روئیں کہ ہماری جنت ہماری پہنچ سے اس قدر دور چلی گئی۔

اللھم اغفر لہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ

نہ چاہنے کے باوجود جنازہ پڑھنے کے بعد جنازے کے پیچھے قبرستان کی طرف چل دیئے۔ جنازہ بہت تیزی سے آگے نکل گیا کہ ہماری پہنچ سے آگے چلا گیا۔ میرے دل نے کہا: اباجی آپ ہم سے زندگی میں دوڑیں لگواتے رہے اور زندگی کے بعد بھی۔

مگر حسرت سے دل نے کہا۔ زندگی میں تو دوڑیں لگا کے کچھ پالیتے تھے۔ اب یہ دوڑیں بھی فضول ہیں۔!!!

دو روز بعد ان کی مرقد پر کھڑی میں حسرت سے یہ سوچ رہی تھی۔ کاش مجھے ان کا چہرہ نظر آجائے! مگر شعور نے آواز دی کہ نادان وہ وقت گذر گیا جب دن میں ایک بار، دو بار، تین بار اور بسا اوقات سات سات بار بھی تیرا باپ تیرے لئے حج کا ثواب لئے تیرے گھر پہنچ جاتا تھا۔ اب ساری عمر اس ثواب کو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترسا کر اور اپنے رب سے دعا کیا کر ﴿ رب ارحمهما كما ربيني صغيرا ﴾

کس قدر صحیح بات ہے کہ انسان نعمت کی موجودگی میں اس کی قدر نہیں کرتا اور چھن جانے کے بعد وہ ہاتھ ملتا رہ جاتا ہے اور پھر اسے پا نہیں سکتا۔ آج میں بھی حسرت و ندامت سے ہاتھ ملتے ہوئے دعا کر رہی ہوں: وابدل له اهلا خيرا من اهله و دارا خيرا من داره

مجھے اپنے رب کریم کی ذات سے امید ہے کہ وہ ہمیں بھی ان کے رستے پر چلنے کی توفیق دے گا اور آخرت میں ہمارا اجتماع ان شاء اللہ جنت کی نعمتوں بھری فضاؤں میں ہوگا۔ اسی امید اور آس پر دل کو سکون نصیب ہوتا ہے۔ اللہ میرے ابا جان کو اپنی رحمت کاملہ سے جنت الفردوس میں داخل فرمائے اور ان کی لغزشوں کو معاف فرمائے۔ ان کی غیر معمولی تصنیفات اور طالبات کی دینی مدرسے نیز اولاد کی دینی تربیت کو ان کے درجات میں بلندی کا سبب بنائے۔ آمین! یا رب العلمین!

﴿ اللهم اغفر له وارحمه وعافه واعف عنه واكرم نزله ووسع مدخله واغسله بالماء والثلج والبرد و نقه من الخطايا كما ينقي الثوب الابيض من الدنس وابدل له دارا خيرا من داره واهلا خيرا من اهله وقه من عذاب القبر و عذاب الحشر و عذاب النار ﴾ آمین!

(عبدالرحمن عاجز، مکہ مکرمہ)

در توبہ مقفل ہو نہ جائے

جو اپنی جان کی بازی لگائے — تعجب کیا اگر وہ جیت جائے
نظر منزل پہ جس انسان کی ہے — سمجھتا ہے وہ دنیا کو سرائے
بس اتنا ہے فسانہ زندگی کا — کبھی روئے کبھی ہم مسکرائے
وہ دنیا کے لئے ہے وجہ برکت — جو دنیا سے برائی کو مٹائے
سمجھ جائے جو دنیا کی حقیقت — تو دنیا سے نہ دل اپنا لگائے
قیامت پر یقیں جس شخص کا ہے — وہ غفلت میں نہ عمر اپنی گنوائے
جنازہ تیرا بھی اٹھے گا اک دن — جنازے تو نے اوروں کے اٹھائے
کہیں دست ندامت اٹھتے اٹھتے — در توبہ مقفل ہو نہ جائے

گناہوں کی ہوائے تند ہی میں
چراغ زیست عاجز بجھ نہ جائے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ